AL-IDRAK RESEARCH JOURNAL
ریسرچ جرنل

OPEN ACCESS
Al-Idrak
Khasais-E-Nabwi (S.A.W)
ISSN (Online): 2789-3227
ISSN (Print): 2789-3235
www.alidrakresearchjournal.com

نبی اکرم ﷺ کے اجتہادی خصائص: تحقیقی مطالعہ

Ijtihad characteristics of the Holy Prophet: Research Study

☆Dr. Nabeela Falak

Assistant Professor, Department of Islamic Studies,University of Lahore, Sargodha Campus

Citation:
Falk,Dr.Nabeela,"Ijtihad characteristics of the Holy Prophet: Research Study." Al-Idrāk Research Journal, 1, no.2, Jan-June (2022): 63− 87.

ABSTRACT

The Holy Prophet Muhammad (P.B.U.H) is bestowed with many exclusive and differentiated characteristics by the Allah Almighty. This research paper aims to describe an exclusive characteristic of Holy prophet that is Ijtihad. The characteristics of ijtihad of the Prophet(P.B.U.H) are not described in detail. The specialty of the Prophet (P.B.U.H) is not mentioned in the books of the Seerah and Khasais. The previous prophets also used ijtihad, but the ijtihad of the Prophet (P.B.U.H) gained the specialty that his ijtihadi error also became shari'ah and his ijtihadi decisions were upheld by Allah Almighty, while in the ijtihads of the previous Prophets the error was legal Status not obtained. The Prophet (P.B.U.H) despite being a Prophet, performed ijtihad in many matters, although divine revelation used to descend on him, And determines a course of action from his own opinion. What are the Ijtihadi characteristics of the Prophet? What were His principles of Ijtihad and what is the difference between Ijtihad of Prophet and non-Prophet? Examples of the Ijtihad of Holy Prophet are given in this article.

Key Words: Prophet,characteristics, Ijtihad, authority, principles, virtue, examples

تمہید

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب حضرت محمد ﷺ کو بے شمار قابلِ تحسین اعمال و لائق تعریف افعال اور کارہائے نمایاں سے نوازا ہے۔ اللہ کریم نے آپ ﷺ کو اپنے احباب اور خاص بندوں پر فضیلت بخشی اور قرآن مجید میں کثیر مقامات پر آپ کی توصیف فرمائی۔ حضور ﷺ کو حسنِ صورت و سیرت کا معیار ٹھہرایا۔ ربِ کائنات نے آپ ﷺ کو حقائق کا علم بخشا، ہر مشکل و مبہم کی طرف آپ ﷺ کی رہنمائی فرمائی، عصمت اور پاک دامنی کو آپ کی

فطرت کا حصہ قرار دیا۔ تمام انبیاء کرامؑ کو جو فضیلت عطا ہوئی آپ کو اس سے زیادہ فضیلت سے نوازا گیا۔ اللہ جل شانہ نے آپ کی زبانِ مبارک کو خواہشات کے نطق، قلب و نظر کو جھوٹ کجی و کمی سے منزہ فرما دیا اور اغراض و ہوائے نفس سے آپ ﷺ کو محفوظ فرما کر کرامت و تکریم اور شمائل، فضائل و خصائص کے اعلیٰ مقامِ محمود پر فائز فرمایا۔ رسولِ اکرم ﷺ کی سیرت، شمائل، خصائل و خصائص اور عظمت و شرف کا تذکرہ عقیدت و محبت کے ساتھ ساتھ سچے ایمان اور عقیدے کی تکمیل کا تقاضا ہے۔ خصائص، لفظ "خاصیة" کی جمع ہے۔ خاصیت ایسی صفت کو کہتے ہیں جو کسی خاص چیز میں ہمیشہ کے لئے موجود ہو اور اس کو دوسری چیزوں سے ممتاز کرے۔ اصطلاح سیرت میں خصائص النبی ﷺ وہ فن ہے جس سے رسول اللہ ﷺ کے وہ خصائص بیان کئے جائیں جن سے آپ ﷺ اپنی امت اور دیگر تمام انبیاء سے ممتاز ہوتے ہیں۔ ان خصائص کو مزید دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے،: اول وہ خصائص جن سے آپ ﷺ دیگر انبیاء سے ممتاز ہوتے ہیں، کوئی نبی ان خصائص میں آپ کا شریک نہیں۔ دوم ایسے خصائص ہیں جن سے آپ ﷺ اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں، کوئی امتی ان خصائص میں آپ کا شریک نہیں۔ سیرتِ نبویؐ ایک ایسا سمندر ہے جس میں ان گنت جواہر پوشیدہ ہیں۔ اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ قرنِ اول سے لیکر اب تک سیرت نگاروں، فقہاء اور محققین نے سیرت نبی ﷺ پر بے شمار کام کیا ہے اور تمام گوشوں پر روشنی ڈال کر سیرتِ نبی ﷺ سے گوہر بیش بہا پیش کئے ہیں، پھر بھی علمِ سیرت کے کئی پہلو تشنہء تحقیق ہیں، ان میں سب سے اہم پہلو آپ ﷺ کے اجتہادی خصائص کا ہے۔ کتبِ خصائص میں رسول اللہ ﷺ کا یہ تخصص مذکور ہی نہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی زندگی میں کئی بار اجتہاد سے کام لیا۔ سابقہ انبیاء کرامؑ بھی اجتہاد سے کام لیتے تھے، مگر نبی ﷺ کے اجتہاد کو یہ تخصص حاصل ہوا کہ آپ ﷺ کی اجتہادی خطا بھی شریعت بنی اور آپ کے اجتہادی فیصلوں کو اللہ تعالیٰ نے برقرار رکھا، جبکہ انبیاء سابقین کے اجتہادات میں خطا کو تشریعی حیثیت حاصل نہیں ہوئی۔ غزوہ بدر میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے قیدیوں کو فدیہ کے عوض رہا کر دینے کے اجتہادی فیصلے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ وحی تنبیہ کے باوجود برقرار رکھا گیا۔ غزوہ تبوک میں منافقین کو جہاد میں شریک نہ ہونے کی اجازت دینا آپ ﷺ کا اجتہادی فیصلہ تھا، جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلافِ اولیٰ قرار دینے کے باوجود آپ ﷺ کی طرف سے دی گئی اجازت کو برقرار رکھا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے جتنے انبیاء ورسل کو نازل فرمایا ان کو کتاب وحی کے علاوہ فہم وحکمت بھی عطا فرمائی۔ انبیاء علیہ السلام علم و فہم اور عقل واستدلال کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز تھے۔ زندگی کے معاملات میں اجتہاد واستدلال سے کام لیتے تھے جن میں سے بعض اجتہادی امور کا تذکرہ قرآن مجید میں بھی کیا گیا ہے قرآن مجید انبیاء علیہم السلام کے فہم

واجتہادات کو نقل کرتا ہے تو اس کا مطلب یہی ہوا کہ قرآن مجید ان کے اجتہادات کی حجیت کو تسلیم کرتا ہے۔ اگر ان اجتہادات کو بیان کرنا ضروری نہ ہوتا تو یہ قرآن پاک کے اندر موجود نہ ہوتے جس طرح اور بہت سے دوسرے واقعات کی تفصیل بیان نہیں کی گئی ان کو بھی بیان نہ کیا جاتا۔ اس کا مطلب ہوا کہ ان اجتہادات کو بیان کرنے کی کوئی نہ کوئی حکمت تو ہے اور وہ یہی حجیت ہے۔ اجتہاد در حقیقت اسی روز وجود میں آگیا تھا، جس روز اسلامی شریعت وجود میں آئی تھی۔ اس کی ضرورت عہد نبوی ہی میں پیش آنا شروع ہو گئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغمبر ہونے کے باوجود بہت سارے معاملات میں اجتہاد کیا حالانکہ آپ پر وحی الٰہی کا نزول ہوتا تھا لیکن ایک پیغمبر پر بھی کئی مرحلے ایسے آتے ہیں کہ جب وحی کی راہنمائی حاصل نہیں ہوتی اس وقت وہ اجتہاد کرتا ہے اور اپنی رائے سے ایک راہ عمل متعین کرتا ہے۔ جو لوگ اس نظریے کے قائل ہیں کہ انبیاء کو اجتہاد کا حکم دیا گیا تھا ان میں سے اکثر کے کلام سے یہ بات سمجھی جاتی ہے کہ وہ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ ان سے حقیقی اجتہاد کا صدور ہوا ہے اور انھوں نے واقعی اجتہاد کیا ہے انہوں نے انبیاء کے اجتہاد کا مکلف ہونے کے بارے میں مندرجہ ذیل آیات و آحادیث سے استدلال کیا ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

"عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ"۔[1]

"اللہ نے آپ کو معاف کر دیا لیکن آپ نے ان لوگوں کو اجازت کیوں دی تھی جب تک کہ آپ پر سچے لوگ ظاہر نہ ہو جائیں اور آپ جھوٹوں کو جان نہ لیجئے"

"مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰي حَتّٰي يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ۭ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ڰ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ"۔[2]"کسی نبی کی شان کے لائق نہیں کہ اُس کے پاس قیدی ہوں جب تک وہ زمین میں اچھی طرح سے خونریزی نہ کرے، تم لوگ دنیا کا مال اسباب چاہتے ہو اور اللہ تمہارے لیے آخرت چاہتا ہے اور اللہ بڑی قوت اور حکمت والا ہے"۔ "وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ"۔[3]"اور داؤد علیہ السلام اور سلیمٰن علیہ السلام کا ذکر کیجئے، جب وہ کھیت

---

[1] التوبہ ۹:۴۳

Al-Tauba, 9:43

[2] الانفال ۹:۶۷

Al-Anfal, 9:67

[3] الانبیاء ۹:۷۸

Al-Anbiya, 9:78

کے بارے میں فیصلہ کر رہے تھے جب اس میں لوگوں کی بکریاں جا گھسی اور یہ ان لوگوں سے متعلق فیصلہ کو دیکھ رہے تھے"۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

"لَوْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ استق الْهَدْيَ "۔[4]

"اگر مجھے صورتحال کا پہلے سے علم ہو تا جو کہ بعد میں ہوا تو میں قربانی کے جانور نہ لاتا"۔

اور میراث میں قضا والی حدیث:

"أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَجُلَانِ يَخْتَصِمَانِ فِي مَوَارِيثَ لَهُمَا لَمْ تَكُنْ لَهُمَا بَيِّنَةٌ إِلَّا دَعْوَاهُمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ فَبَكَى الرَّجُلَانِ وَقَالَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا حَقِّي لَكَ فَقَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ ﷺ أَمَّا إِذْ فَعَلْتُمَا مَا فَعَلْتُمَا فَاقْتَسِمَا وَتَوَخَّيَا الْحَقَّ ثُمَّ اسْتَهِمَا ثُمَّ تَحَالَّا "۔[5]

مندرجہ بالا آیات واحادیث اس بات پر واضح دلیل ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اجتہاد کا حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حقیقتاً، اجتہاد کا صدور بھی ہوا، جس کی مزید نظائر وامثلہ آئندہ سطور میں پیش کی جائیں گے۔ ایک اور بات جو ان آیات و آحادیث کے ظاہر سے لوگوں کے ذہن میں آتی ہے وہ یہ کہ ان آیات سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہ السلام سے معصیت کا صدور ہوا ہے۔ لیکن انبیاء سے جس چیز کا صدور ہوا ہے وہ معصیت نہیں بلکہ تاویل میں یا ترجیح میں خلاف اولیٰ کو اختیار کرنا ہے۔ اس بات کو واضح کرنے کے لئے سب سے پہلے عصمت انبیاء کے بارے میں علماء وفقہا کی مباحث کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے تاکہ نبی اکرم ﷺ کے اجتہادی خصائص واضح طور سے سامنے آجائیں۔

عصمتِ انبیاء

عصمت انبیاء سے مراد تمام انبیاء علیہ السلام کا ہر قسم کی برائی اور بدی سے سہو اور لغزش کا امکان ہونے کے باوجود ، محفوظ رہنا ہے۔ بشریت سے متصف ہونے کی بناپر انبیاء علیہ اسلام نیکی وبدی کے حامل ضرور ہیں لیکن عمل وارادہ

4 مسلم بن الحجاج، **صحیح مسلم** (بیروت: دارالجیل، 1949ء)، رقم: ۲۹۳۱۔

Muslim bin al-Hajjaj, *Sahih Muslim* (Beirut: Dar al-Jail, 1949), Ḥadīth # 2931.

5 ابو داؤد سلیمان بن الاشعث، **سنن ابی داود**، (بیروت: دار الرسالۃ العالمیۃ، 2009ء)، رقم: ۳۵۸۳۔

Abū Dā'ūd, Sulaīmān Bin Al-Ashʿath, *Sunan Abū Da'ūd* (Beīrūt: Dār al-Risālah al-ʿĀlamiyyah, 2009), Ḥadīth # 3583

میں ان سے ہر قسم کی بدی کے ظہور کو ناممکن بنادیا گیا ہے۔ اگر کبھی انبیاء سے کسی قسم کی لغزش کا کا وقوع ہوا بھی تو فوراان کی تصحیح کر دی جاتی ہے۔

قاضی عیاضؒ لکھتے ہیں:

"واعلم ان الامة مجمعة على العصمة النبی ﷺ من الشيطان و كفايته منه"۔[6]

"امت کا اجماع ہے کہ انبیاء شیطان سے محفوظ ہوتے ہیں ان کی شیطان کے خلاف کفایت کی جاتی ہے"۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:**"قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ وُكِّلَ بِهِ قَرِينُهُ مِنْ الْجِنِّ قَالُوا وَإِيَّاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَإِيَّايَ إِلَّا أَنَّ اللَّهَ أَعَانَنِي عَلَيْهِ فَأَسْلَمَ فَلَا يَأْمُرُنِي إِلَّا بِخَيْرٍ "**[7]اس بارے میں دو اقوال ہیں، ایک یہ کہ معصوم وہ ہے جس سے معاصی کا ارتکاب ممکن نہ ہو۔ امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں:**"ان المعصوم من عصمة الله تعالیٰ و ان الانسان لا یمکنه ان یحترز بنفسه عن مواقع الضلالة"**۔یعنی معصوم وہ شخص ہے جس سے گناہوں کا ارتکاب ممکن نہ ہو یعنی اس کے اندر کوئی ایسی خاصیت ہو کہ وہ ارتکاب گناہ پر قادر نہ ہو۔ دوسرا قول یہ ہے کہ معصوم سے مراد وہ شخص ہے جو معاصی پر قادر ہو اور یہ موقف اشاعرہ کا ہے۔ امام رازیؒ لکھتے ہیں:**"لکن فسر العصمة بالقدره علی الطاعة فهو قول ابی الحسن الاشعری"**۔یعنی وہ صرف اللہ کی اطاعت پر قادر ہوتا ہے اور یہ ابوالحسن الاشعری کا قول ہے۔

جو لوگ سلب اختیار کے قائل نہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ عصمت سے مراد اختیار کا سلب ہونا ہے یعنی ان کے جسمانی تقاضے اور خصائص تو دوسرے انسانوں جیسے ہوتے ہیں لیکن وہ صرف اللہ کی اطاعت پر قادر ہوتے ہیں ان کے خیال میں عصمت بندے کے ساتھ اللہ کا ایک معاملہ ہے اور اسے اس بات کا علم ہوتا ہے کہ اس امر کے ہوتے ہوئے بندہ گناہ کا ارتکاب نہیں کرے گا۔ اگر عصمت سے مراد سلب اختیار ہوتا تو پھر معصوم اپنی عصمت پر

---

[6] قاضی عیاض، **کتاب الشفاء بتعریف حقوق مصطفی**(بیروت: دار لکتاب العربی، س۔ن)، ۲:۲۷۵

Qāzi ʿAyyāz, *kitāb Al-shifaʿ bitʿarīf Ḥuqūq Al-Muṣṭafa*ʿ(Beīrūt:DarAl-kitāb al-ʿArabi, s.n.), 2:275.

[7] مسلم بن الحجاج، **صحیح مسلم**، رقم: ۲۶۰۷۔

Muslim bin al-Hajjaj, *Sahih Muslim* , Ḥadīth # 2607.

مدح وستائش کا مستحق نہ ہوتا۔ امر و نہی اور ثواب و عتاب بے معنی ہو جاتے۔ استدلال میں قرآن کریم کی درج ذیل آیات پیش کرتے ہیں: "قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ "[8] "میں تو تم جیسا ہی ایک انسان ہوں"۔ "وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ"[9] "اور اللہ کے ساتھ دوسرا معبود نہ بنانا"۔ "وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـــًٔا قَلِيْلًا"[10] اور اگر ہم نے آپ کو ثابت قدم نہ رکھا ہوتا آپ ان کی طرف جھکنے کے قریب تھے "وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ "[11] "اور میں اپنے نفس کو بھی بری نہیں بتلاتا"۔

ان لوگوں کے خیال میں عصمت کے چار اسباب ہیں۔

"احدهما ان يكون لنفسه اور لبدنه خاصية تقتضى ملكة ما نعة من الفحور۔۔۔و ثانيها ان يحصل له العلم بمثالب المعاصى ومناقب الطاعات وثالثها تاكيد تلك العلوم بتتابع الوحى والبيان من الله تعالى و رابعها انه متى صرعنه امر من الامور من باب ترك الاولى او لنسيان لم يترك مهملا بل يعاقب وبنسبه عليه ويفيق الامر فيه عليه فاذا اجتمعت ہذا الامور الاربعه كان الشخص معصوما عن المعاصى"۔ [12]

عصمت کے چار اسباب ہیں اول یہ کہ انبیاء کرام کے نفس اور بدن میں ایسی خاصیت ہوتی ہے جو فجور سے باز رہنے کا ملکہ پیدا کرتی ہے۔ دوسرا یہ کہ معصوم کو معاصی کے عیب کی سزا اور طاعات کے فضائل و ثواب کا پوری طرح علم ہوتا ہے۔ تیسرا اس کی تائید وحی سے ہوتی ہے اور چوتھا جب ان سے

[8] الکھف ۱۸:۱۱۰

Al- Kahf, 18:110

[9] الاسراء ۱۷:۳۹

Al-‘Isra‘, 17:39

[10] الاسراء، ۱۷: ۷۴

Al-‘Isra‘, 17:74

[11] یوسف ۱۲:۵۳

Yūsuf , 12:53

[12] رازی، فخر الدین، **محصل الافکار** (بیروت: دار الفکر، 1992ء)، 195

Razi, Fakhruddin, Muḥṣil Al-Afkār (Beīrūt: Dar al-Fikar, 1992), 195.

کوئی کام ایسا ہو جائے جو ترک اولی کی قسم سے ہو یا نسیان سے ان کو بلا تنبیہ نہیں چھوڑا جاتا اور اس معاملے میں اس پر تنگی کی جائے ان چاروں باتوں کے جمع ہونے سے کوئی شخص معصوم ہوتا ہے۔

اگر کسی شخص میں یہ چاروں باتیں جمع ہو جائیں تو یقینا ایسا شخص معاصی سے محفوظ ہو گا۔ کیونکہ جب ملکہ عفت ہر نفس میں پیدا ہو جائے اور ساتھ ہی اطاعت میں موجود سعادت اور معصومیت میں موجود شقاوت کے مکمل علم کا اس پر اضافہ ہو جائے تو یہ علم ملکہ نفسانی کے تقاضوں کو پورا کرنے میں معاون ثابت ہوتا ہے پھر وحی الٰہی سے اس کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ پھر معمولی خطا کے سرزد ہونے پر مواخذہ کا خوف اس کے معاصی سے بچنے کو مزید تقویت بخشتا ہے۔ اس طرح ان امور کے اجتماع سے عصمت کی حقیقت حاصل ہوتی ہے۔

عبد الکریم شہرستانی عصمت انبیاء کے بارے میں لکھتے ہیں: **"یعطفیهم من الخلق قولا: الرسالة والنبوة یعطفیهم من الخلق فحلا بکمال الفطرة ولقاء اجوهر وصفا العنصر و طیب الاخلاق و کرم الاعراق فیرهیهم مرتبة مرتبه حتی اذا بلغ اشده و بلغ او بعین سنة و کملت قوته النفسایة و تحصیات بقبول الاسراء الالهیه بعث الیهم ملکا و انزل علیهم کتابا"**۔[13] "اللہ تعالیٰ انبیاء کو اپنی مخلوق میں سے چن لیتا ہے اور برگزیدہ بنالیتا ہے۔ فطرت کے کمال اور جوہر اور جوہر کی پاکیزگی کے اعتبار سے بھی اور اخلاق کی پاکیزگی اور طبیعت کی شرافت کے اعتبار سے بھی وہ ان کو درجہ بدرجہ بلند کرتا ہے یہاں تک کہ وہ چالیس سال کی عمر کو ہو کر اپنی قوت کو پہنچ جاتے ہیں۔ ان کی باطنی قوت کامل ہو جاتی ہے اور وہ اسرار الہیہ کو قبول کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں تو پھر اللہ تعالی ان کے پاس فرشتہ بھیج دیتا ہے۔ اور اپنی کتاب ان پر نازل فرماتا ہے"۔

عصمت انبیاء کی اہمیت بہت زیادہ ہے یہود و نصاری کی کتب کو کھول کر دیکھا جائے تو انہوں نے اس عقیدہ کے فقدان کے باعث نہایت بے باکی سے کبار انبیاء پر فواحش و کبائر اور کفر و شرک تک کے الزامات لگائے۔ انھوں نے انبیاء کے کردار کو جس رنگ میں پیش کیا وہ مصلحین تو کیا عام انسانیت کے معیار سے بھی گرا ہوا ہے اور عیسائی ایک طرف حضرت عیسی کو معصوم اور خدا کا بیٹا کہتے ہیں تو دوسری طرف باقی انبیاء کی گناہ گاری کے قائل ہیں۔ یہود و نصاری کی گمراہی کی بڑی وجہ یہی ہے کہ یہود نے اپنے انبیاء کو عام اخلاقی معیار سے بھی نیچے گرا دیا اور عیسائی اپنے نبی کی تقدیس میں اتنا بڑھ گئے کہ "الہ" اور خدا کے بیٹے کا رتبہ دے بیٹھے۔ لیکن اسلام نے دنیا کے تمام

---

[13] شہرستانی، **نہایۃ الاقلام فی علم الکلام** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1425ھ)، 463۔

'Allama Shahristāni, Naḥāyat-al-Aqlām fī 'Ilam-al-Kalām (Baīrūt: Dār Al-Kutub Al-'ilmiya, 1425 AH), 463.

پیغمبروں اور رسولوں کی عظمت کی ایک ہی سطح قائم کی ہے اس کے نزدیک گناہوں سے پاکی اور عصمت تمام انبیاء مرسلین کا مشترک وصف ہے کیونکہ گناہ گار گناہگاروں کی رہنمائی کا مستحق نہیں اور اندھا اندھوں کو راستہ نہیں دکھا سکتا۔ اس بناء پر سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی و تعلیم نے اللہ کے تمام معصوم رسولوں کی عظمت دنیا میں قائم کی اور جن کو لوگوں نے ان کی عظمت و بے گناہی کے دامن پر اپنے وہم اور نادانی سے داغ لگائے تھے ان کو دھو کر پاک صاف کیا اور یہ رسالت محمدی کا عظیم تخصص ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہادی اصول

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جو لوگ ایمان کے دائرہ میں داخل ہوئے وہ اپنے تمام تر امور و مسائل کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و پیروی کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی نزل کردہ آیات و احکامات کی تعلیم حاصل کرتے جب کوئی نیا مسئلہ پیش آتا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی وضاحت چاہتے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:"فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ "۔ [14]آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کو مسائل بیان کرتے اور ان کے لیے قانون سازی کرتے وضاحت ان کی کبھی قرآنی آیات کے ذریعے ہوتی کبھی خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی یا عمل مبارک کے ذریعے اور کبھی یوں بھی ہوتا کہ اگر صحابہ کرامؓ کوئی عمل کر رہے ہوں اور آپؐ اسے درست سمجھتے تو بطور تائید اس پر تقرر فرماتے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے مسائل کے حل کے لیے یا تعلیمات کا جو بھی طریقہ اختیار کرتے وہ وحی سے خارج نہیں تھا، کیونکہ وحی کبھی قرآنی آیات کی صورت میں ہوتی جیسے وحی جلی (وحی متلو) کہا جاتا ہے اور کبھی سنت (قولی، فعلی تقریری) کی صورت میں جیسے وحی خفی (وحی غیر متلو) کہا جاتا ہے ۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔"وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى "[15] وہ اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتا یہ تو صرف وحی ہے جو اس پر نازل کی جاتی ہے۔ نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:"وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَه [16] اور وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ "[17] امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ یہاں کتاب سے مراد قرآن مجید اور حکمت سے مراد سنت رسول ہے۔[18]

---

[14] النساء ۴:۵۹

Al-Nisa‘, 4:59.

[15] النجم ۵۳:۴۳

AL-Najam, 53:43.

[16] النساء ۴:۱۱۳

امام ابن تیمیہ نے بھی اسی بات کی تائید کی ہے۔[19] آپ وحی الٰہی کی روشنی میں فیصلہ فرماتے اور اگر کوئی نص قرآنی موجود نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ نے احکامات کا فیصلہ آپ کی حکمت کاملہ پر چھوڑا ہوتا تھا کہ آپ اپنی کامل حکمت و بصیرت کا استعمال کر کے امور کا فیصلہ فرمائیں اور اس میں آپ کو وحی خفی کی صورت میں تائید الٰہی حاصل ہوتی تھی لیکن اگر آپ ﷺ کو وحی (جلی و خفی) کی رہنمائی حاصل نہ ہوتی تو پھر آپ ﷺ مختلف امور کا فیصلہ کیسے فرماتے تھے؟ اس صورت میں اللہ تعالی کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو مشاورت کا حکم دیا گیا ہے ۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ "[20] اور ان سے معاملات میں مشورہ کیجئے۔علامہ آمدی فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم بہت سے معاملات میں اصحابؓ سے مشورہ کیا کرتے تھے اور مشورہ ان امور میں نہیں ہو سکتا جس کے بارے میں وحی سے فیصلہ کیا جائے بلکہ ان چیزوں میں ہوتا ہے جن کے بارے میں فیصلہ اجتہاد سے کیا جائے اور متعدد آراء میں سے صحیح اور مناسب رائے کو اختیار کیا جائے تاکہ اس پر عمل کیا جا سکے ایسا صرف غیر منصوص امور میں ہی ہو سکتا ہے[21] اور مشورہ کے بعد جو رائے اختیار کی جائے گی وہ کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رائے ہو گی ، اور کبھی کسی دوسرے کی رائے ہو گی ۔اس صورت میں کہا جا سکتا ہے کہ جب آپ کے لیے راجح ہونے کی صورت میں دوسروں کی رائے پر عمل کرنا جائز ہے تو راجح ہونے کی صورت میں اپنی رائے پر بھی عمل کرنا جائز ہو گا۔اس لیے کہ دونوں کے درمیان فرق والی کوئی چیز نہیں۔[22]

Al-Nisa‘, 4:113.

17 آل عمران ۳:۱۶۴

Āl-e-‘Imrān, 3:164.

18 الشافعی، محمد بن ادریس، **الرسالہ** (بیروت: مکتبہ العلمیہ، 1312ھ)، 78۔

Al-Shafi'i, Muḥammad ibn Idrīs, *Al-Risālah* (Baīrūt: Maktab a Al-‘ilmiya, 1312 AH), 78.

19 ابن تیمیہ، **فتاوی ابن تیمیہ** (بیروت: دار الکتب العلمیہ ۲۰۰۵ھ ص:۷۸

Ibn e Taīmiya,*Majmū‘a Al-Fatāwā* (Baīrūt: Maktab a Al-‘ilmiya, 2005),72.

20 آل عمران ۳:۱۵۹

Āl-e-‘Imrān, 3:159.

21 آمدی، سیف الدین، **الاحکام فی اصول الاحکام** (بیروت: مکتبہ العصریہ، ۲۰۱۰ء)، ۲:۶۶۹۔

Āmdī, Saifuddīn, al-Aḥkām fī Uṣūl al-ahkām (Baīrūt: Maktaba al-Aṣrīyaḥ,2010), 2:669.

22 بخاری، عبد العزیز، **کشف الاسرار**–3 (کراچی: صدف پبلشرز، س،ن)، 210۔

مندرجہ بالا دلائل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے اجتہادی ماخذ واصول تین تھے۔
1۔وحی الٰہی(وحی جلی) 2۔(وحی خفی)3۔مشاورت۔

1۔وحی

نبی کریم ﷺ کا اجتہاد وحی کی تائید کی وجہ سے غلطی کے امکان سے پاک ہے احناف کا مسلک بھی یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب اجتہاد سے جس نتیجہ پر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پہنچیں اس پر آپ کو قائم رکھا جائے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اجتہاد سے نص قطعی کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غلطی پر قائم نہیں رہنے دیا جاتا۔[23] اس کی وضاحت درج ذیل آیات قرآنیہ سے ہوتی ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اسیر ان بدر کے متعلق اجتہاد سے فیصلہ کرنے کا ذکر کیا گیاہے ارشاد باری تعالی ہے ۔"مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ "[24] کسی نبی کی یہ شان نہیں کہ اس کے پاس قیدی ہوں جب تک کہ وہ زمین میں دشمنوں کو اچھی طرح کچل نہ دے۔تم دنیا کا سامان چاہتے ہو اور اللہ تعالیٰ (تمہارے لیے) آخرت کا سامان چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا غالب دلانا ہے اگر پہلے سے حکم الٰہی نہ ہوتا (کہ خطا اجتہادی معاف ہے) تو ضرور بڑی پہنچتی بوجہ اس کے جو تم نے لیا ہے سو کھاؤ جو تم نے حلال اور پاکیزہ مال غنیمت حاصل کی ہے۔

اس آیت مبارکہ کی تفصیل صحیح مسلم کی ایک حدیث سے معلوم ہوتی ہے ،ابن عباس سے روایت ہے کہ جب مسلمانوں نے کفار کو قیدی بنایا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ سے دریافت کیا کہ ان قیدیوں کے بارے تمہاری کیا رائے ہے ؟ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا: یارسول اللہ یہ لوگ ہمارے رشتہ دار ہیں ،چچا کی اولاد اور قبیلہ کے افراد ہیں ،میری یہ رائے ہے کہ آپ ان سے فدیہ لے لیں ،اس سے ہمیں کفار کے مقابلے میں قوت حاصل ہو گی اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں اسلام کی ہدایت نصیب فرمائے۔پھر رسول صلی اللہ

Bukhāri, ʿAbdul Azīz, kashaf al-Asrār-3(Karachi: Ṣadaf publīshers, , s.n), 210.

[23] بخاری، عبد العزیز، **کشف الاسرار-3**، 211-210۔

Bukhāri, ʿAbdul Azīz, *kashaf al-Asrār*-3, 210-211.

[24]۔الانفال:٦٧۔٦٩

Al-Anfāl 67:69.

علیہ والہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا، اے ابن خطاب تمہاری کیارائے ہے حضرت عمر فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: نہیں خدا کی قسم اے اللہ کے رسولؐ میری وہ رائے نہیں جو ابو بکرؓ کی ہے۔ میری رائے تو یہ ہے کہ آپ انھیں ہمارے قبضہ میں دے دیں تاکہ ہم ان کی گردنین اڑادیں۔ عقیلؓ کو علیؓ کے قبضہ میں فلاں شخص کو میرے قبضے میں دے دیں تاکہ میں اس کی گردن اڑادوں۔ کیونکہ یہ سب کفر کے سردار ہیں اور اس کے سرغنے ہیں۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ابو بکرؓ کی رائے کو پسند فرمایا جو میں کہا تھا اسے پسند نہیں فرمایا۔

دوسرے دن جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ اور ابو بکرؓ دونوں بیٹھے رو رہے ہیں میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول مجھے بتایئے وہ کونسی چیز ہے۔ جس کے سبب آپ ﷺ اور آپ کے ساتھی رورہے ہیں۔ اگر کوئی رونے کی بات ہے تو میں بھی رووں گا، اگر میرے رونے کی بات نہیں ہے تو تب بھی آپ دونوں کے رونے کی وجہ سے میں بھی رونے کی صورت بنالوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے ساتھیوں نے ان سے جو فدیہ کا مشورہ دیا تھا اس پر رورہا ہوں، میرے سامنے ان کا عذاب اس درخت سے بھی زیادہ نزدیک پیش کیا گیا تھا (آپ ﷺ کا اشارہ آپ کے نزدیک درخت کی طرف تھا) پھر اللہ تعالیٰ نے نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ "مَاكَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ اَسْرٰى ۔۔ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ "[25] واقدی نے کتاب المغازی میں روایت کیاہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! اگر آسمان سے عذاب نازل ہوتا تو سوائے عمر کے اس سے کوئی محفوظ نہ رہتا۔[26]

بعض علماء کے خیال میں ان آیات میں آپؐ پر عتاب کیا گیا ہے کہ آپ نے فدیہ لے کر بدر کے قیدیوں کو کیوں زندہ چھوڑدیا اور عتاب اس حکم پر نہیں ہوسکتا جو وحی کی نبیاد پر صادر ہو آپؐ کا یہ فیصلہ اجتہاد پر مبنی تھا، آیت میں الفاظ "لولاكتب من الله سبق" سے مراد وہ حکم ہے جو پہلے سے لوح محفوظ میں درج ہے اب ان الفاظ کا مطلب یہ ہوگا اگر یہ حکم ہے جو پہلے سے لوح محفوظ میں موجود نہ ہوتا یعنی یہ کہ اس شخص پر عذاب نازل نہ ہوگا جو خالص نیت سے خواہش نفس کے شائبہ سے بچتے ہوئے اجتہاد کرے اور کوشش میں کوتاہی نہ کرنے کے باوجود اس سے

---

25 مسلم بن الحجاج، **صحیح مسلم**، رقم: ۱۷۶۳۔

Muslim bin al-Hajjaj, *Sahih Muslim* , Ḥadīth # 1763.

26 واقدی، محمد بن عمر **کتاب المغازی** (بیروت: موسسۃ الاعلمی ۱۹۸۹ء)، ۱:۱۱۰

Wāqdī, Muḥammad bin ʿUmar, *kitāb al Māghāzī*(Baīrūt:Moʿassisa al-ʿAlamī,1989),1:110

کوئی غلطی ہو جائے تو اس حکم کے موجود نہ ہونے کی صورت میں تمہیں سزا دی جاتی۔[27] لیکن علماء کرام نے اس بات کی تردید کی ہے کہ ان آیات میں آپؐ پر عتاب کیا گیا ہے۔ ابن سبکیؒ فرماتے ہیں کہ یہ آیتیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات اور تمام انبیاءؑ پر آپ کی فضیلت عظیم پر مشتمل ہیں۔[28] آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی رائے پر عمل کیا، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کوئی عمل سرزد ہو اور آپؐ کو اس پر برقرار رکھا جائے تو وہ عمل ضرور صحیح ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اس پر قائم رکھا اور فرمایا۔

2۔وحی خفی:

آپ ﷺ کے اجتہاد کی دوسری مثال حضرت ام سلمیٰؓ سے مروی درج ذیل حدیث کی ہے۔ **"سمعت ام سلمة عن النبى صلى الله عليه وسلم قددرست فقال انى انما اقضى بينكم برأى فيما لم ينزل علىّ فيه"**۔[29] "ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ دو آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے میراث کے پرانے جھگڑے کے بارے میں فیصلہ کرانے کے پہلے حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا جن چیزوں میں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی میں ان میں نہیں اپنی رائے سے فیصلہ کرتا ہوں"۔ **"عَنْ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَت :رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَمِعَ خُصُومَةً بِبَابِ حُجْرَتِهِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّهُ يَأْتِينِي الْخَصْمُ فَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ فَأَحْسِبُ أَنَّهُ صَدَقَ فَأَقْضِيَ لَهُ بِذَلِكَ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِنْ النَّارِ"**۔[30] "ام سلمی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی انسان ہوں اور تم لوگ میرے پاس اپنے مقدمات کا فیصلہ کرانے کے لیے آئے ہو۔ اگر میں کبھی کسی کے لیے اس کے بھائی کے حق میں کوئی چیز دینے کا فیصلہ کروں تو

---

27 فواتح الرحموت، **بشرح مسلم الثبوت** (قم ایران: منشورات رضی، م ۱۳۲۴ھ)، ۲:۳۶۶

Fawātih al-Raḥmūt, *Bisharh Muslim al-Thabūt*(Qum, Irān:Manshūrāt Razī, 1324h), 2:366.

28 ابن قاسم، احمد بن قاسم العبادی، الآیات البیّنات (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۶ء)، ۴:۳۲۵۔

Ibn-e-Qasim Aḥmad bin Qasim Al-ʿAbādī, Al-Āyāt Al-Bayyināt(Baīrūt:Dār Al-Kutub Al-ʿilmiya,1996, 4:325.

29 ابوداؤد، **سنن ابوداؤد**، رقم: ۳۵۸۵.

Abū Dā'ūd,*Sunan Abū Da'ūd*,No: 3585.

30 ابوداؤد، **سنن ابوداؤد**، رقم: ۳۵۸۳۔

Abū Dā'ūd,*Sunan Abū Da'ūd*, No: 3583.

اسے چاہیے کہ وہ اس کو نہ لے (اگر وہ یہ جانتا ہے کہ یہ اس کا حق نہیں ہے) تو میں اس کو جہنم کی آگ کا ٹکڑا کاٹ کر دیتا ہوں"۔ مندرجہ بالا اس حدیث مبارکہ سے بھی اجتہاد کا وجوب ثابت ہوتا ہے وراثت میں حصہ معلوم کرنا بھی حکم شرعی ہے۔

3۔ مشاورت:

حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے منصب رسالت پر فائز ہوئے اور مبلغ اسلام ہونے کی حیثیت سے اسلامی شریعت کو نافذ کرنے کی ذمہ داری آپ پر تھی وہ تمام امور و معاملات جن کے متعلق وحی الٰہی نازل نہیں ہوئی تھی آپ ﷺ اللہ کے حکم "شاورھم فی الامر" پر عمل کرتے ہوئے مسلمانوں سے مشورہ طلب فرماتے اوران کی رائے کو اہمیت دیتے تھے۔ حضرت علیؓ نے پوچھا کہ " اے اللہ کے رسول ﷺ اگر ہمارے درمیان کوئی واقعہ رونما ہو جائے جس کے بارے میں نہ کوئی امر ہو اور نہ نہی ہو تو ایسے واقع سے متعلق آپ ﷺ کا کیا ارشاد ہے؟ فرمایا اس بارے میں امت کے عبادت گزاراور دیانت دار ماہرینِ شریعت سے مشورہ کر لیا کرو اور انفرادی رائے اختیار نہ کرو۔"[31] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر لوگوں میں کسی کو مشورہ کرنے والا نہیں پایا۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے "الخصائص الکبریٰ" میں ایک باب قائم کیا ہے ،" باب اختصاصہ بوجوب المشورہ" یعنی مشاورت کا واجب ہونا رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے ہے۔[32] رسول اللہ ﷺ موقع و محل کی مناسبت اور معاملہ کی نوعیت کے اعتبار سے شوریٰ کا خاص طرز عمل اختیار فرماتے۔ مکہ میں زیادہ تر معاملات اجتماعی نوعیت کے نہیں تھے تو آپ ﷺ حضرت خدیجہؓ، حضرت ابو بکرؓ اور حضرت علیؓ سے مشورہ طلب فرماتے تھے۔ جیسا کہ ان سے صلاح و مشورہ کے بعد کچھ صحابہؓ کو حبشہ کی جانب ہجرت کی اجازت دی اور اپنی ہجرت پر وحی الٰہی کا انتظار کرتے اور پھر جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کا حکم ہوا تو آپ ﷺ نے سفر کی تفصیلات طے کرنے کے لیے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت علیؓ سے مشاورت فرمائی۔[33]

---

31 ابو داؤد، **سنن ابو داؤد**، رقم: ۳۵۸۳۔

Abū Dā'ūd, *Sunan Abū Da'ūd*, No: 3583.

32 السیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر، **الخصائص الکبری** (بیروت،: دار الکتب العلمیۃ، س۔ن)، رقم: 235۔

Al-Suyūtī, ʻAbdul Raḥmān bin Abi Bakar, *Al- Khaṣā'iṣ Al-Kubra* (Baīrūt, Dār Al-Kutub Al-ʻilmiya, S.N.), No. 235.

33 ابن الأثیر۔ علی بن أبی الکرم، **أسد الغابہ** (دار الکتب العلمیۃ، س ۱۹۹۴ء)، ۳: ۲۸۳

ابو بکر جصاصؒ لکھتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ کو مشاورت کا حکم ان دینی امور کے بارے میں دیا گیا تھا جن کے متعلق اللہ کی طرف واضح ہدایات موجود نہ ہوتی تھیں اور ان دینوی اور انتظامی امور میں بھی مشاورت کا ہی حکم دیا گیا ہے جن کی بنیاد رائے اور ظن غالب پر ہو ہے"۔[34]

یعنی آپ ﷺ ہر غیر منصوص اور اہم معاملہ میں مشورہ فرمایا کرتے تھے خواہ وہ امور دینی احکام سے متعلق ہوں یا پھر ان کا تعلق انتظامی معاملات سے ہو۔ عہد نبویؐ کی تاریخ ایسی بے شمار مثالوں سے بھری پڑی ہے، جن میں چند کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ آذان کا آغاز مشاورت سے ہوا تھا"۔[35]

آپ ﷺ رازداری اور جنگ و امن کے معاملات میں خاص خاص اصحاب سے مشورہ طلب فرماتے تھے جیسے غزوہ بدر کے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: اشیرو علی ایها الناس۔[(36)] جب آپ ﷺ کو اطلاع ملی کہ کفار مکہ حملے کی نیت سے مدینہ کی طرف بڑھ رہے ہیں تو آپ ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت سعد بن عبادہؓ سے مشورہ کیا، صحیح مسلم میں حضرت انسؓ سے روایت ہے:"أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاوَرَ حِينَ بَلَغَهُ إِقْبَالُ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ فَتَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ تَكَلَّمَ عُمَرُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقَالَ إِيَّانَا تُرِيدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَمَرْتَنَا أَنْ نُخِيضَهَا الْبَحْرَ لَأَخَضْنَاهَا وَلَوْ أَمَرْتَنَا أَنْ نَضْرِبَ أَكْبَادَهَا إِلَى بَرْكِ الْغِمَادِ لَفَعَلْنَا"۔ [(37)] "نبی اکرم ﷺ نے

Ibn al-Athīr, 'Ali ibn Abī al-Karam, Asad al-Ghāba (Beīrut: Dār Al-Kutub Al-'Ilmīyyaḥ, 1994 AH), 3:283.

[34] احمد بن علی ابو بکر الجصاص، **احکام القرآن** (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1405ھ)، 2:40۔

Aḥmad ibn 'Alī Abū Bakar Al-Jaṣāṣ, *Aḥkām Al-Qurān* (Beīrūt: Dār Aḥyā Al-Turāth Al-'Arabī, 1405 AH), 2: 40.

[35] احمد بن علی بن حجر عسقلانی، **فتح الباری** (قاہرہ: مطبعۃ السلفیۃ، س ن) 2:20۔

'Asqalani, Ibn Ḥajar, *Fatḥ Al-Bārī*, (Qāhiraḥ: Maktabaḥ Al-Salfīyyaḥ, S.N), 2:20.

[36] ابن ہشام، **السیرۃ النبویۃ** (دار الحیاء تراث العربی بیروت: ۱۹۹۵ء)، ۲:۲۲۷

Ibn-e-Ḥishām, *Al-Sīra Al-Nabawiyya*(Baīrūt: Dār Aḥyā Al-Turāth Al-ʿarabī, 1995), 2:227.

[37] مسلم بن الحجاج، **صحیح مسلم**، رقم: ۱۷۷۹۔

مشورہ کیا اس وقت جب ابو سفیان کا پیغام موصول ہوا ابو بکر صدیقؓ اٹھے انہوں نے عمدہ بات کہی، پھر عمرؓ اٹھے انہوں نے بھی نہایت عمدہ بات کہی، آپؐ نے ان کی طرف زیادہ توجہ نہ دی پھر جب سعد بن عبادہؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا آپؐ ہم سے کیا چاہتے ہیں؟ اے اللہ کے رسول، اللہ کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر آپ ہمیں حکم دیں کہ ہم سمندر میں کود جائیں تو ہم کود جائیں گے اور اگر آپ ہمیں برک عمّاد تک لے جائیں تو بھی ہم آپ ﷺ کے ساتھ چلیں گے"۔ حضرت سعدؓ کی بات سن کر آپ ﷺ خوش ہو گئے تھے کیونکہ حضرت سعدؓ انصار میں سے تھے آپ ﷺ انصار میں سے تائید ومشورہ کا انتظار فرمارہے تھے۔ ان تمام شواہد سے یہ بات تو واضح ہو جاتی ہے ہو کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مشاورت کا حکم اور اجازت ہونا آپ کا تخصص ہے جو دیگر انبیاء کو نہیں دیا گیا۔

نبی اکرم ﷺ کے اجتہاد کی امثلہ و نظائر

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد دو طرح کا ہوتا تھا۔ ☆ منصوص سے استنباط یعنی قیاس کے ذریعے حکم معلوم کرنا۔ ☆ شریعت کے عام مقاصد اور تشریع وتفسیر احکام کے جو عام قواعد آپ کو وحی کے ذریعے معلوم تھے ان کی روشنی میں اجتہاد۔[38] چند مثالیں درج ذیل ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات مبارکہ میں بہت سارے امور میں اجتہاد فرمایا۔ جس کی نظائر ذیل میں پیش کی جائیں گی جن سے واضح ہو جائے گا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی اجتہاد فرایا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی اس کی تربیت دی۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات مبارکہ میں بہت سارے امور میں اجتہاد فرمایا۔ جس کی نظائر ذیل میں پیش کی جائیں گی جن سے واضح ہو جائے گا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی اجتہاد فرایا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی اس کی تربیت دی۔

Muslim bin al-Hajjaj, *Sahih Muslim* , Ḥadīth # 1779.

[38] شاہ ولی اللہؒ، **حجۃ اللہ البالغہ** (لاہور: شان اسلام، 2012ء)، 1:301۔
Shaḥ Walīullah, Hujjatullah al-Bālighāh (Lahore: Shān-e-Islām, 2012), 301: 1.

1۔ حضرت ام سلمی سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **انی انما اقضی بینکم برأی فیما لم ینزل علیه فیه**[39] میں اس معاملے میں جس میں مجھ پر کچھ نازل نہیں ہوتا اپنی رائے سے فیصلہ کرتا ہوں اور ایک اور روایت ہے آپؐ نے فرمایا:"إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَأَقْضِيَ لَهُ عَلَى نَحْوِ مَا أَسْمَعُ مِنْهُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ بِشَيْءٍ فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنْ النَّارِ"۔[40] اس حدیث مبارکہ میں آپؐ نے وراثت کا حکم شرعی دریافت کرنے کے لیے اجتہاد کیا عصر حاضر کے فقہاء اسے اجتہاد قضائی یا تطبیقی کہتے ہیں۔

2۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عملاً اجتہاد فرمانے کی ایک مثال نو ہجری میں پیش آنے والے غزوہ تبوک کے موقع کی ہے جب منافقین بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور جہاد میں شرکت نہ کرنے کا عذر بیان کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ میں شرکت سے رخصت حاصل کر لی تھی۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو یوں مخاطب فرمایا :"عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ"۔[41] "اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف کر دیا (لیکن) آپ نے ان کو اجازت کیوں دے دی تھی، جب تک آپ کے سامنے سچے لوگ ظاہر نہ ہو جاتے اور جھوٹے لوگوں کو آپ جان نہ لیتے"۔

3۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہادی فیصلوں کی ایک مثال اسیران بدر سے فدیہ قبول کرنا بھی ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:"مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰي حَتّٰي يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ۭتُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا۔ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِـيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا"۔[42] "کسی نبی کی یہ شان نہیں کہ اس کے پاس قیدی ہوں جب تک کہ وہ زمین میں دشمنوں کو اچھی طرح کچل نہ دے تم دنیا کا سامان چاہتے ہو اور اللہ تعالیٰ (تمہارے

[39] ابو داؤد، **سنن ابو داؤد**، رقم: ۳۵۸۵۔

Abū Dā'ūd,*Sunan Abū Da'ūd,* No: 3585.

[40] ابو داؤد، **سنن ابو داؤد**، رقم: ۳۵۸۳۔

Abū Dā'ūd,*Sunan Abū Da'ūd,* No: 3583.

[41] التوبہ ۹:۴۳

Al-Tauba, 9:43.

[42] الانفال ۸:۶۹،۶۸،۶۷

Al-Anfāl, 8: 67-68-69.

لیے) آخرت کا سامان چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا غالب اور دانا ہے۔ اگر پہلے سے حکم الہٰی نہ ہوتا (کہ خطاء اجتہادی معاف ہے) توضرور پڑی پہنچتی بوجہ اس کے جو تم نے لیا ہے۔ سو کھاؤ جو تم لے حلال اور پاکیزہ غنیمت حاصل کی ہے"۔"قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَلَمَّا أَسَرُوا الْأُسَارَى قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ مَا تَرَوْنَ فِي هَؤُلَاءِ الْأُسَارَى فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا نَبِيَّ اللَّهِ هُمْ بَنُو الْعَمِّ وَالْعَشِيرَةِ أَرَى أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُمْ فِدْيَةً فَتَكُونُ لَنَا قُوَّةً عَلَى الْكُفَّارِ فَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُمْ لِلْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا تَرَى يَا ابْنَ الْخَطَّابِ قُلْتُ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَرَى الَّذِي رَأَى أَبُو بَكْرٍ وَلَكِنِّي أَرَى أَنْ تُمَكِّنَّا فَنَضْرِبَ أَعْنَاقَهُمْ فَتُمَكِّنَ عَلِيًّا مِنْ عَقِيلٍ فَيَضْرِبَ عُنُقَهُ وَتُمَكِّنِّي مِنْ فُلَانٍ نَسِيبًا لِعُمَرَ فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ فَإِنَّ هَؤُلَاءِ أَئِمَّةُ الْكُفْرِ وَصَنَادِيدُهَا فَهَوِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَلَمْ يَهْوَ مَا قُلْتُ فَلَمَّا كَانَ مِنْ الْغَدِ جِئْتُ فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ قَاعِدَيْنِ يَبْكِيَانِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبِرْنِي مِنْ أَيِّ شَيْءٍ تَبْكِي أَنْتَ وَصَاحِبُكَ فَإِنْ وَجَدْتُ بُكَاءً بَكَيْتُ وَإِنْ لَمْ أَجِدْ بُكَاءً تَبَاكَيْتُ لِبُكَائِكُمَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَبْكِي لِلَّذِي عَرَضَ عَلَيَّ أَصْحَابُكَ مِنْ أَخْذِهِمْ الْفِدَاءَ لَقَدْ عُرِضَ عَلَيَّ عَذَابُهُمْ أَدْنَى مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ شَجَرَةٍ قَرِيبَةٍ مِنْ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ"۔[43]" صحیح مسلم میں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ جب بدر کے قیدی لائے گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ سے مشورہ طلب کیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، یہ اپنی ہی قوم اور قبیلے کے لوگ ہیں۔ میرا خیال ہے کہ آپ ان سے فدیہ وصول کر لیں۔ اس سے ہمیں کفار کے مقابلے میں تقویت بھی مل جائے گی اور یہ بھی ممکن ہے کہ کسی وقت اللہ تعالیٰ ان کو بھی اسلام قبول کرنے کی توفیق دے دے۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے پوچھا تمہاری کیا رائے ہے؟ حضرت عمرؓ نے جواب دیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، بخدا میری وہ راۓ نہیں جو ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ہے۔ میرا مشورہ تو یہ ہے کہ آپ اجازت دیں ہم ان کی گردنیں اڑا دیں۔ علیؓ کو اجازت دیں وہ عقیل کا سر قلم کر دیں، مجھے اجازت دیں میں فلاں (کسی رشتے دار کا نام لیا) کا سر قلم کر دوں، یہ کفر کے سرغنے اور علم بردار ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکرؓ کی رائے پسند فرمائی، آپ نے میری رائے قبول نہیں فرمائی، دوسرے دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا نبی اکرم

43 مسلم بن الحجاج، **صحیح مسلم**، رقم: ۴۵۸۸۔

Muslim bin al-Hajjaj, *Sahih Muslim* , Ḥadīth # 4588.

صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ دونوں بیٹھے رو رہے تھے۔ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ اور آپ کا ساتھی دونوں کیوں رو رہے ہیں اگر مجھے رونا آیا تو میں بھی آپ کا ساتھ دوں گا ورنہ رونے کی شکل بناؤں گا۔ آپ نے فرمایا کہ فدیہ قبول کرنے سے متعلق تیرے رفقاء نے جو مشورہ دیا تھا اس کی وجہ سے میں رو رہا ہوں، مجھے اس کا عذاب اس درخت (جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تھا) سے بھی قریب دکھایا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے"۔مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰي حَتّٰي يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ۭتُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ڰ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۭوَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا" [44]

امام نسفیؒ (م ۷۰۱ھ) اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"فیما ذکر من الاستشارہ دلالة علی جواز الاجتہاد فیکون حجة علی منکرین القیاس"۔ [45]

"اور اس آیت میں جو مشاروت کا ذکر کیا گیا ہے اجتہاد کے جواز پر دلالت کرتا ہے اور یہ بات منکرین قیاس کے لیے حجت ہے"۔

ملا جیون حنفی (م ۱۳۰۰ھ) اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔" **انما وقع ہذہ المصلحة منکمم بسبب اجتہاد کم ورایکم ۔۔و حکمہ انہ لا یعذب احدا بالعمل بالاجتہاد۔** "[46] یہ مصلحت جو تمہارے (نبی) اجتہاد اور رائے کے سبب واقع ہوئی۔۔۔اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس مسئلہ میں اجتہاد سے کام لیا گیا ہے اس کے لیے کسی کو بھی سزاوار نہیں ٹھہرایا جائے گا۔ پھر فرماتے ہیں کہ اس سے اجتہاد کا جواز ثابت ہوتا ہے اور یہ منکرین قیاس کے لیے واضح دلیل ہے۔

---

44 مسلم بن الحجاج، **صحیح مسلم**، رقم: ۱۷۶۳۔

Muslim bin al-Hajjaj, *Sahih Muslim* , Ḥadīth # 1763.

45 النسفی، عبد اللہ بن احمد، **تفسیر المدارک** (کراچی: قدیمی کتب خانہ، س-ن)، ۱:۶۰۰۔

Al-Nasfi,ʿAbdullah bin Aḥmad, *Tafsīr al-Madārik*(Karachi:Qadīmi kutub khāna,s.n), 1:600.

46 ملا جیون، امٹھوی، **التفسیرات احمدیہ** (لاہور: قرآن کمپنی لمیٹڈ، س-ن)، ۵۶۱۔

Mulla Jīvan Amthavi, *Al-Tafsīrāt al-Aḥmadīya*(Lahore: Qurān company limited,s.n),561.

4۔ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں ابن عباس سے روایت کیا ہے۔

"قال اتى رجل النبى صلى الله عليه وسلم فقال له: ان اختى نذرت ان تحج وانها ماتت فقال النبى صلى الله عليه وسلم لو كان عليها دين اكنت قاضيه قال نعم قال فاقض الله فهوا احق بالقضاء"۔ (47)

"ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میری بہن نے حج کی نذر مانی تھی لیکن وہ وفات پا گئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اس کے اوپر قرض ہوتا تو کیا تم اسے ادا کرتے؟ عرض کیا ہاں۔ فرمایا تو اسے بھی ادا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ادائیگی کا زیادہ حق رکھتا ہے"۔

اس حدیث مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیاس فرمایا اور قیاس اجتہاد کے طریقوں میں سے ایک ہے رسول اللہ ﷺ حکم شرعی کی تلاش میں قیاس سے بھی کام لیتے تھے اس حدیث میں حج کی ادائیگی میں نیابت کا مسئلہ درپیش ہے جبکہ قرض کی ادائیگی مسلم ہے، علت مشترکہ دوسروں کے حقوق کی ادائیگی ہے چاہے وہ حقوق اللہ ہوں یا حقوق العباد اسی طرح اللہ کے رسول حکم شرکی کی تلاش میں مسلمات کو اہمیت دیتے تھے۔

نبی اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کو اجتہاد کی تربیت دی۔ آپ نے ان کے اندر یہ صلاحیت پیدا کر دی کہ وہ روزمرہ زندگی کے حوادث و مسائل کا حل قرآن و سنت کی روشنی میں تلاش کریں اور غیر منصوص احکام کو منصوص احکام پر قیاس کر کے حیات اسلامی کے تسلسل کو قائم رکھیں۔

5۔ ابو داود نے حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا۔ **"هَشَشْتُ فَقَبَّلْتُ وَأَنَا صَائِمٌ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَنَعْتُ الْيَوْمَ أَمْرًا عَظِيمًا قَبَّلْتُ وَأَنَا صَائِمٌ قَالَ أَرَأَيْتَ لَوْ مَضْمَضْتَ مِنْ الْمَاءِ وَأَنْتَ صَائِمٌ قَالَ عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ فِي حَدِيثِهِ قُلْتُ لَا بَأْسَ بِهِ ثُمَّ اتَّفَقَا قَالَ فَمَهْ"۔** (48)

"ایک دن میں خوش ہوا اور میں نے اس حالت میں (بیوی کا) بوسہ لیا کہ میں روزہ دار تھا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا آج میں نے ایک بڑا کام انجام دیا میں نے روزے کی حالت میں

---

47 البخاری، محمد بن اسماعیل، **الصحیح البخاری**، (دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ)، ۵۵۹۔

Al-Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, *Ṣaḥīḥ* al-Bukh*ā*r*ī* (Dār Tawq al-Najāḥ, 1422H), NO: 6026

48 ابو داؤد، **سنن ابو داؤد**، رقم: ۳۵۸۵۔

Abū Dā'ūd, *Sunan Abū Da'ūd*, No: 3585.

بوسہ لے لیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے بتاؤ کہ اگر تم روزہ کی حالت میں کلی کرو تو کیا ہو گا؟ اس نے عرض کیا کوئی حرج نہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بس یہاں بھی کوئی حرج نہیں"۔

6۔امام بخاریؒ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں:"**ان رَجُلاأتی النبی ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي وُلِدَ لِي غُلَامٌ أَسْوَدُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنَّى كَانَ ذَلِکَ قَالَ مَا أَدْرِي قَالَ فَهَلْ لَکَ مِنْ إِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا أَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌقَالَ فَهَلْ فِيهَا جَمَلٌ أَوْرَقُ قَالَ فِيهَا إِبِلٌ وُرْقٌ قَالَ فَأَنَّى كَانَ ذَلِکَ قَالَ مَا أَدْرِي يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَزَعَهُ عِرْقٌ قَالَ وَهَذَا لَعَلَّهُ نَزَعَهُ عِرْقٌ**"۔ [49]"ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا یا رسول اللہ، میرے گھر سیاہ لڑکا پیدا ہوا ہے۔ فرمایا کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں؟ جواب دیا۔ ہاں، فرمایا ان کے رنگ کیا ہیں عرض گزار ہوا کہ وہ سرخ رنگ کے ہیں دریافت فرمایا کہ کیا ان میں سے کوئی سیائی مائل بھی ہے۔ جواب دیا ہاں فرمایا یہ کہاں سے ہوا؟ عرض کی شاید کسی رگ نے اسے کھینچا ہو۔ فرمایا، شاید تمہارے بیٹے کو بھی کسی رگ نے اسی طرح کھینچا ہو"۔ اس رویت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نوزائیدہ بچے کے سیاہ رنگ کو اونٹ کے خاکستری رنگ ہونے پر قیاس فرمایا اور یوں صحابی کو سمجھا دیا کہ وہ اپنی بیوی پر بدگمانی مت کرے۔

7۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:"آپ صلی اللہ علہی وسلم سے سمندر کے پانی کے بارے میں سوال کیا گیا کہ اس سے وضو کیا جا سکتا ہے؟ ارشاد فرمایا: **ھوالطہور ماء**" [50](سمندر کا پانی پاک کرنے والا ہے۔) آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے صرف یہ حکم بتانے پر اکتفا نہیں فرمایا کہ سمندر کے پانی سے وضو جائز ہے بلکہ اس کی علت بھی ارشاد فرمائی کہ سمندر کے پانی سے وضو اس لیے جائز ہے کہ اس کا پانی پاک کرنے والا ہوتا ہے۔

8۔ جس پانی میں بلی منہ ڈال دے اس کا حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو قتادہؓ سے مروی ایک حدیث کے ان الفاظ میں بیان فرمایا:"**انہا لیست بنجس، انما ھی من الطوافین علیکم**"۔ [51]"یہ ناپاک نہیں ہے

---

49 البخاری، **الصحیح البخاری**، ۳۷٦٦۔
Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*,NO: 3766.

50 ترمذی، **سنن الترمذی** (مصر: مکتبۃ مصطفی، 1975ء)، رقم: ٦٩۔

Tirmadhī, *Sunan Al-Tirmadhī* (Miṣar: Maktaba Muṣṭafā,1975AD),No:69.

51 ابوداؤد، **سنن ابوداؤد**، رقم: ۷۵۔

Abū Dā'ūd,*Sunan Abū Da'ūd*, No: 75.

یہ (بلی) تمہارے درمیان کثرت سے آمد ورفت رکھتی ہے"۔ ان الفاظ میں بلی کے حکم میں جو تخفیف کی گئی ہے اس کی علت بھی بتادی گئی کہ چونکہ اس کا گھروں میں آنا جانا زیادہ ہے اس لیے شریعت نے اس کے حکم میں تخفیف کر دی ہے تاکہ لوگوں کو تنگی پیش نہ آئے۔ اس علت کی بناء پر بلی کے علاوہ جن دوسرے حرام جانوروں کا گھروں میں آنا جانا بکثرت ہوتا ہے ان کا حکم بھی معلوم کیا جا سکتا ہے۔

9۔ اسی طرح خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور موقع پر حضرت عبد اللہ بن مسعود کو اسلوب تحقیق تعلیم فرمائے اور فرمایا:"**اقض بالکتاب والسنة اذا وجدتهما فان لم تجد الحکم فیهما اجتهد رایک**"۔[52]"جب تم قرآن وسنت میں کوئی حکم پاؤ تو اس کے مطابق فیصلہ دو مگر جب کوئی حکم ان دونوں میں نہ پاؤ تو اپنی رائے سے اجتہاد کرو"۔ حضرت سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا:"**الامر ینزل بنالم ینزل فیه قرآن ولم تمض فیه منک سنة قال: اجمعوا له العالمین من المومنین اوقال العابدین فاجعلوه شوری بینکم ولا تقضوا فیه برای واحده**"۔ [53]"اگر ہمیں کوئی ایسا مسئلہ درپیش ہو جس پر قرآن میں کوئی حکم موجود نہ ہو اور نہ ہی آپ کی کوئی سنت معلوم ہو (تو کیا کریں) آپ نے فرمایا ایسی حالت میں مومنوں میں سے اہل علم کو جمع کرو ان کے مابین مشاورت کرو اور کسی ایک شخص کی ذاتی رائے پر فیصلہ نہ کرو"۔

10۔ حضرت عمرو بن العاص سے روایت ہے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ آپ نے فرمایا:"**اذا حکم الحاکم فاجتهد ثم اصابه فله اجران، واذا حکم فاجتهد ثم اخطا فله اجر**"۔ [54]

---

[52] ابو داؤد، **سنن ابو داؤد**، رقم: ۳۵۷۳۔

Abū Dā'ūd,*Sunan Abū Da'ūd*, No: 3573.

[53] ابن قیم، عبد اللہ بن ابی بکر، **اعلام الموقعین عن رب العالمین** (پاکستان: وحیدی کتب خانہ پشاور، س،ن)، ۱: ۶۱۔

Ibn-e-Qayyim, ʿAbdullah ibn Abi Bakr, *I'lām al-Muwaqqʿin an Rabb al-'Alʿāmīn*(Pakistān, Wahīdi Library Peshāwar, S, N),1:61.

[54] ابن ماجہ، **محمد بن یزید**، **سنن ابن ماجہ** (بیروت: دار احیاء الکتب العربیۃ، س۔ن)، ۴۴۸۷۔

Ibn Māja, Muḥammad Bin Yazīd ,Sunan *Ibn Māja* (Beīrut: Dār al-Kitab Al-ʿarabīa, n.d.), 2314.

11۔ غزوہ احزاب کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا۔"**لا يصيلين احدالعصر الا في بني قريظة**"۔ [55]" دیار بنی قریظہ سے پہلے کوئی نماز عصر ادا نہ کرے"۔ اور راستے میں جب عصر کا وقت آ گیا تو بعض صحابہ نے کہا کہ دیار بنی قریظہ سے پہلے ہم نماز نہیں پڑھ سکتے اور کچھ صحابہ نے کہا کہ ہم تو پڑھ لیں گے۔ آپ کے سامنے جب اس کا ذکر آیا تو دونوں فریق میں سے کسی سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باز پرس اور تنبیہ نہ فرمائی۔ اس موقع پر اداء عصر کے لیے صحابہ کرام کے موقف الگ الگ تھے، ایک گروہ نے الفاظ کے ظاہر جیسے فقہی اصطلاح میں عبارۃ النص پر عمل کیا اور دوسرے گروہ نے نص کے مخصوص معنی کا استنباط کیا اور رسول ﷺ نے دونوں کو درست قرار دیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ دونوں موقف صحیح ہیں اور ظاہر نص کے علاوہ مضبوط دلائل کے ساتھ معانی و مفاہیم کا استنباط کیا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ صحیح علم اور مطلوبہ صلاحیت پائی جائے فریق ثانی نے نبی کریم ﷺ کے حکم سے یہ سمجھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود صرف تیز رفتاری اور عجلت ہے اس لیے انھوں نے دیار بنی قریظہ پہنچنے سے پہلے نماز عصر پڑھنے کو جب کہ وہ سبب تاخیر نہ ہو حکم رسول اللہ ﷺ کے خلاف نہیں سمجھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے استنباط احکام کو درست سمجھا اور کسی فریق کے عمل پر اظہار ناراضگی نہیں فرمایا۔ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نزول وحی کے ہر وقت امکان کے باوجود اجتہادات صحابہ رضی اللہ عنہم کے جو واقعات ملتے ہیں اس کی ایک وجہ شاید یہ تھی کہ بندوں کی مصالح کی حفاظت ہو شریعت کا مقصد مصالح کا حصول ہے۔ اگر عہد رسالت میں صحابہ کرام ؓ کو اجتہاد کی اجازت نہ ہوتی اور ہر مسئلہ میں اور ہر جگہ پر وحی کی طرف رجوع کرنے کا حکم ہوتا تو ممکن تھا کہ کئی ناگزیر حالات میں انسانی مصالح کا حرج اور نقصان ہو جاتا اور یہ بات شریعت کے مقاصد کے متصادم ہے۔

اجتہادِ نبی و غیر نبی میں فرق و امتیاز

قرآن مجید کی دلیلیں بتاتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ لے کر آئے آپ نے جس چیز کا حکم دیا، جس پر عمل کیا اور جس چیز سے روکا وہ حکم کے معاملے میں قرآن کے حکم کے ساتھ ہی ملحق ہے۔(56) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پاک میں موجود احکام کی تشریح و توضیح فرمانے والے ہیں جس طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَاَنْزَلْنَآ

[55] البخاری، **الصحیح البخاری**، ۴۲۲۷۔

Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*,NO: 4227.

[56] الشاطبی، **الموافقات** (قاھرۃ: دار ابن عفان، ۱۹۶۲ھ)، ۱:۱۵۸۔

Al-Shāṭbī,*Al-Muwāfaqāṭ*(Qaḥiraḥ: Dār al-Fīkr,1962 AH),1:158.

اِلَيۡكَ الذِّكۡرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيۡهِمۡ "۔[57] "ہم نے یہ ذکر تم پر نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کے سامنے اس تعلیم کی تشریح و توضیح کرنے جاؤ جو ان کے لیے اتاری گئی ہے"۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف قرآنی احکامات کی تشریح وتوضیح فرماتی بلکہ کئی مسائل کا شرعی حکم بھی بتایا جس سے آپ کی تشریعی حیثیت ثابت ہوتی ہے۔ ان مسائل کا علم آپ قیاس سے معلوم فرماتے یا وحی الٰہی سے۔ شیخ عبد الغنی عبد الخالق فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یہ بات کوئی اہمیت نہیں رکھتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطہ یا فرع کے بارے میں جو حکم بتلایا ہے وہ آپ نے وحی کے ذریعے بتایا یا اجتہاد کے ذریعے جس کی توفیق آپ کی اس حکمت اور علم کی بناء پر آپ کو اللہ نے دی جو دوسروں میں مفقود ہے۔ بلکہ اہمیت اس بات کی ہے کہ آپ نے ایسے مسائل میں جو کتاب میں منصوص نہیں ہیں احکام کی تشریع کی ہے اور آپ کی تشریع حجت ہے کیونکہ وہ وحی ہو گی یا بذریعہ اجتہاد، اجتہاد میں آپ غلطی سے معصوم ہیں یا اس حکم پر آپ کو قائم رکھا جاتا ہے اس لیے آپ کا اجتہاد بحیثیت اجتہاد کے حجت نہیں ہے، اس کی حجیت تو آپ کی علمیت سے یا آپ کے اس فیصلہ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے برقرار رکھنے سے پیدا ہوئی ہے۔[58] لیکن وحی الٰہی سے آپ کا تعلق قائم ہونے اور براہ راست اس سے راہنمائی حاصل کرتے رہنے کی وجہ سے آپ کے اجتہاد میں خطاء و غلطی کا احتمال باقی نہیں رہتا بلکہ دین وشریعت کے متعلق آپ نے جو کچھ اجتہاد فرمایا وہ شعور نبوت سے فرمایا اور شعور نبوت سے مراد علم وحکمت کا نور اور فہم وادراک کا وہ کمال ہے جو نبوت کے خلقی وجدان اور داخلی شعور کا نتیجہ اور اس کے لیے لازم ہے۔ یہ شعور علم وادراک کا نہایت اونچا و محفوظ اور ہر قسم کی آمیزش سے پاک ذریعہ سمجھا جاتا ہے پھر اس کو یہ قوت بھی حاصل ہے کہ برتر شعور یا نور سے تعلق جوڑ کر خارجی وماورائی حقیقت سے کسب فیض کرے اور وحی الٰہی کی شکل میں وہ علم و ادارک پیش کرے جو اس خارجی وماورائی حقیقت سے حاصل ہوا ہے۔ ایسی حالت میں لازمی طور پر شعور نبوت کے ذریعہ اخذ واستنباط یا اجتہاد دوسروں کے اجتہاد سے بلند و محفوظ ہوتا ہے کیونکہ برتر شعور یا نور سے تعلق قائم ہونے کی وجہ سے اصلاح و اضافہ کا سلسلہ جاری رہتا ہے جو دوسروں کے اجتہاد کو میسر نہیں۔

---

[57] النحل: ۱۶:۴۴

Al-Naḥal, 44:16.

[58] عبد الغنی، عبد الخالق، ترجمہ محمد رضی الاسلام ندوی، **حجیت سنت** (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، ۱۹۹۷ء)، ۱۱۷۔
ʿAbdul Ghani, ʿAbdul Khāliq, Muḥammad Razī al-Islām Nadvī, *Ḥujīyat Sunnat* (Islamabad: Idāra Taḥqīqāt īslāmi,1997 AH),117.

نبی اور غیر نبی کے اجتہاد میں دوسرا فرق یہ ہے کہ مجتہد مسائل پر غور وفکر کرنے اور ان کے احکام تلاش کرنے کے لیے کچھ اصول وضع کرتا ہے کچھ اصطلاحات مقرر کرتا ہے۔ پھر ان کی روشنی میں مسائل وفروع پر استدلال کرتا ہے یا پہلے سے معین ومقرر اصولوں کو استدلال واستنباط مسائل میں ملحوظ ومرعی رکھتا ہے اور استدلال میں ان کی نشاندہی کرنا ہے لیکن پیغمبر ایسا کچھ نہیں کرتا۔ تیسرا فرق یہ کہ پیغمبر کا دائرہ اجتہاد فروع تک محدود نہیں ہوتا بلکہ انسانی زندگی سے متعلق ہر معاملہ اور ہر مسئلہ تک اس کی تگ وتاز ہے۔ نیز یہ کہ کلی وجزئی مسائل تک اس کی پہنچ براہ راست ملکہ نبوت اور نور بصیرت کے ذریعے ہوتی ہے جسے وحی خفی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے اجتہاد واستنباط کئے ہوئے حکم اور کسی دوسرے مجہتد کے استنباط کئے ہوئے حکم کے درمیان بہت واضح فرق ہے۔ ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے اور وہ اس حکم کے مثل نہیں جو غیر نبی مجتہد کے اتباع کے بارے میں دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو (خواہ مجتہد ہوں یا مقلد) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی اتباع کرنے اس کی حقیقت کا اعتقاد رکھنے اور اس کے انکار سے باز رہنے کا حکم دیا ہے اور تمام لوگوں کے لیے اس کو شریعت اور حجت قرار دیا ہے اور اس کے انکار کو کفر بتایا ہے اور یہ واضح کر دیا ہے کہ جو لوگ اجتہاد پر قدرت رکھتے ہوں ان میں سے کسی کے لیے جائز نہیں کہ اس حکم کے خلاف جو آپ نے بتایا ہے کوئی حکم مستنبط کرے۔ جبکہ جس حکم کا استنباط کوئی مجتہد اپنے اجتہاد سے کرتا ہے تو تمام امت پر اس استنباط کردہ حکم کی پیروی واجب نہیں یہ حکم دوسرے مجتہد کے لیے تشریع اور حجت نہیں اور نہ اس کا انکار کفر ہے بلکہ دوسرے مجتہد کو اجتہاد کرنے اور ایسا حکم مستنبط کرنے کی اجازت ہے جو اس کے حکم کے مخالف ہو۔[59]

نتائج تحقیق

ربِ کائنات نے آپ ﷺ کو حقائق کا علم بخشا، ہر مشکل ومبہم کی طرف آپ ﷺ کی رہنمائی فرمائی، عصمت اور پاک دامنی کو آپ کی فطرت کا حصہ قرار دیا۔ تمام انبیاء کرامؑ کو جو فضیلت عطا ہوئی آپ کو اس سے زیادہ فضیلت سے نوازا گیا۔ اللہ جل شانہ نے آپ کی زبانِ مبارک کو خواہشات کے نطق، قلب ونظر کو جھوٹ کجی وکمی سے منزہ فرمادیا اور اغراض وہوائے نفس سے آپ ﷺ کو محفوظ فرما کر کرامت وتکریم اور شمائل، فضائل وخصائص کے اعلیٰ مقامِ محمود پر فائز فرمایا۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی زندگی میں کئی بار اجتہاد سے کام لیا۔ سابقہ انبیاء کرامؑ بھی

[59] عبد الغنی، عبد الخالق، حجیت سنت، ۳۰۱۔

ʿAbdul Ghani, ʿAbdul Khāliq, *Ḥujīyat Sunnat*, 301.

اجتہاد سے کام لیتے تھے، مگر نبی ﷺ کے اجتہاد کو یہ تخصص حاصل ہوا کہ آپ ﷺ کی اجتہادی خطا بھی شریعت بنی اور آپ کے اجتہادی فیصلوں کو اللہ تعالیٰ نے بر قرار رکھا، جبکہ انبیاء سابقین کے اجتہادات میں خطا کو تشریعی حیثیت حاصل نہیں ہوئی۔ غزوہ بدر میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے قیدیوں کو فدیہ کے عوض رہا کر دینے کے اجتہادی فیصلے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ وحی تنبیہ کے باوجود بر قرار رکھا گیا۔ غزوہ تبوک میں منافقین کو جہاد میں شریک نہ ہونے کی اجازت دینا آپ ﷺ کا اجتہادی فیصلہ تھا، جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلافِ اولیٰ قرار دینے کے باوجود آپ ﷺ کی طرف سے دی گئی اجازت کو بر قرار رکھا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نزاعات کے فیصلے فرماتے اور بعد میں اس فیصلے کے بر عکس وحی نازل ہوتی تو آپ ﷺ اپنے فیصلے پر قائم رہتے، اور مستقبل میں اسی وحی کی روشنی میں فیصلہ فرماتے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ؐ کو اجتہاد پر بر قرار رکھنا، آپ ﷺ کے اجتہاد کی تشریعی حیثیت کو واضح کرتا ہے۔ اور اس سے آپ ؐ کا اجتہادی تخصص یعنی اجتہاد پر قائم رہنا واضح ہوتا ہے۔ تشریع احکام در حقیقت تقریر الٰہی ہی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے لئے یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ وہ مرادِ الٰہی سے دور چلے جائیں، االبتہ یہ ممکن تھا کہ وہ اعلیٰ ترین کو چھوڑ کر اعلیٰ تر کو اختیار کر لے۔ لیکن نبی کو اعلیٰ ترین کے چھوڑنے اور اعلیٰ تر کے انتخاب پر بھی تنبیہ کی جاتی ہے۔ غزوہ بدر میں قیدیوں کو معاف کرنا اس وقت اور حالات کے لحاظ سے اعلیٰ ترین بات نہیں تھی اور نہ ہی آپ ؐ کی عصمت کے خلاف ہے، بلکہ یہ آپ ؐ کی عصمت کو اور مضبوط کرتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے اجتہاد سے پیدا ہونے والا حکم حجت ہے اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی امت کی اجتہادی خطا کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تشریعی مقام عطا ہونا آپ ﷺ کا تخصص ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے نسیان کو شریعت کے اصل کی حیثیت حاصل ہونا آپ کے خصائص میں سے ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆